سوال

(27) تعویذ گنڈے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مکرمی و محترمی جناب مولانا صاحب اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مہربانی فرم کر مندرجہ سوالات کے جواب قرآن وسنت کی روشنی میں دے کر مشکور فرمائیں۔ سوالات یہ ہیں۔

(1) یہ جو آج کل اپنے آپ لوگ عامل کہلاتے ہیں۔ جنات کے ذریعے غیب کی چیزوں کا پتہ چلانا تعویز دینا اور اس قسم کے کاروبار کرنا دین میں شامل کر رکھے ہیں ان کا دین میں کہاں تک وجود ہے؟

(2) مومن کی ناراضگی اپنے چھوٹے بڑے سے کتنی دیر تک رکھنی چاہیے؟

(3) کیا جو اپنی ساری باتیں ختم کر کے جس کے گھر چلائے وہ جا کر کہے کہ میں تو آگیا ہوں آپ کی شفقت کی ضرورت ہے۔ ان کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح ہو کہ ایسے لوگ محض جعلساز مکار دغاباز اور جھوٹے ہیں کیونکہ غیب کا علم نہ تو کسی نبی مرسل کو ہوتا ہے اور نہ ملک مقرب کو اور نہ کسی جن کو۔ جب اللہ تعالی کے سوا کسی انسان اور جن کو علم غیب ہی نہیں تو جنات کے ذریعہ جو باتیں بھی بتائی جائیں گی وہ محض جھوٹ اور افتراء کے سوا کچھ نہیں ہو گا چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

قُل لا يَعلَمُ مَن فِى السَّمـٰوٰتِ وَالأَرضِ الغَيبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَما يَشعُرونَ أَيّانَ يُبعَثونَ ٦٥ ... سورة النمل

''کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں میں سے زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا، انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ کب اٹھا کھڑے کیے جائیں گے؟''

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی غیب نہیں تھا۔ تو بتائیے جب سیدالرسل کو علم غیب نہ تھا تو پھر کوئی پیر شہید مجذوب سالک عابد کاہن نجومی اور یہ نام نہاد عامل جنات کس شمار و قطار میں ہیں۔ اور خود جنوں کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ بھی علم غیب نہیں رکھتے، چنانچہ جنات مکان کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے اور حضرت سلیمان ان کی نگرانی فرما رہے تھے۔ عصا پر سہارا تھا اسی عالم میں حضرت سلیمان وفات پا گئے۔ مگر لاٹھی کے سہارے لمبی مدت تک زندوں کی طرح کھڑے رہے پھر ایک مدت کے بعد جب گھن نے لکڑی کو کھا لیا تو ان کا جسد مبارک زمین پر گر پڑا تو پھر کہیں جا کر جنات کو ان کی وفات کا علم ہوا۔ اور جنوں کو یہ ماننا پڑا کہ ہم غیب دانی کے دعویٰ میں جھوٹے ہیں چنانچہ سورة سبا میں ہے:

فَلَمّا قَضَينا عَلَيهِ المَوتَ ما دَلَّهُم عَلىٰ مَوتِهِ إِلّا دابَّةُ الأَرضِ تَأكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الجِنُّ أَن لَو كانوا يَعلَمونَ الغَيبَ ما لَبِثوا فِى العَذابِ المُهينِ ١٤ ... سورة سبا

''پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم بھیج دیا تو ان کی خبر جنات کو کسی نے نہ دی سوائے گھن کے کیڑے کے جو ان کی عصا کو کھا رہا تھا۔ پس جب (سلیمان) گر پڑے اس وقت جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس کے ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے''

ان تینوں آیات مقدسہ سے معلوم ہوا کہ نبیوں فرشتوں اور جنوں کو غیب کی باتوں کا کچھ پتہ نہیں، بتائیے ایسی صورت میں ان نام نہاد نجومیوں رمالوں پانڈوں کاہنوں اور عالموں کے زٹلیات کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے، یہ سب جھوٹے اور افتراء پرداز اور جعل ساز لوگ ہیں ان لوگوں کے پاس جانا اپنے ایمان کا ستیاناس کرنا ہے۔ جہاں تک قرآن وحدیث پر مشتمل آیات کے تعویذوں کا تعلق ہے تو ان کا نہ لٹکانا ہی افضل ہے، جیسا کہ نواب صدیق الحسن نے لکھا ہے کہ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعویز لکھنا ثابت نہیں۔ البتہ آیات اور احادیث پڑھ کر پھونکنا بلاشبہ جائز ہے۔ تاہم غیر شرعی تعویز گنڈے بہر حال ناپاک دھندے ہیں اس سے حد لازم ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے جو کاہن کی تصدیق کرتا ہے تو اس نے شریعت کے ساتھ کفر کیا: فقد کفر بما انزل علی محمد ﷺ

2۔ زیادہ سے زیادہ تین روز تک ناراض رہ سکتا ہے تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے ناراض رہنا اور گفتگو بند رکھنا شرعاً جائز نہیں۔ سنن ابی داؤد میں ہے:

«عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَكُونُ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثَةٍ، فَإِذَا لَقِيَهُ سَلَّمَ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ كُلُّ ذَلِكَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِإِثْمِهِ» (ابوداؤد)

''سیدہ عائشہ کا بیان ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ مقاطعہ (بائیکاٹ) رکھے پس جب اس کو ملے تو تین بار السلام علیکم کہے اگر وہ اس کا جواب نہ دے۔ (صلح نہ کرے) تو اس طرح بائیکاٹ کا سارا گناہ جواب نہ دینے والے پر ہوگا۔ ہاں اگر اس پر ظلم ہوا ہو تو اس کی تلافی بھی کرے اور اگر بائیکاٹ کا سبب دینی امر ہو تو اس کا حکم دوسرا ہے۔

3۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ صلح اور سلام کی پیش رفت کرنے والے کا خیر مقدم کریں اور اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اس کی آمد کی قدر کریں۔ ورنہ سخت گناہ گار گے۔ جیسا کہ اوپر کی حدیث میں گزر چکا ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص203

محدث فتویٰ